مشرقی پاکستان کے صوفیائے کرام

حضرت شاہ سید امیر الدین

وقار راشدی ایم اے

بنگال میں طریقہ چشتیہ کے جن مشائخ کرام اور اولیائے عظام نے تحریک اسلامی ی اشاعت اور تعلیمات دینی کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا ہے ان میں حضرت سید یرالدینؒ کی ذات گرامی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ آپ وسیع النظر عالم اور مصلح قوم ے۔ آپ نے بنگال کے مشرقی حصے میں سلسلۂ چشتیہ کو فروغ دینے میں بڑا کام ا۔ آپ صرف صاحب تصوف و معرفت نہ تھے بلکہ علم و فضل میں بھی بلند مقام رکھتے ے۔ آپ کے زمانے میں اصنام پرستی کا دور دورہ تھا۔ ہندو ماحول اور بت پرستی عاشرے میں توہمات اور غلط رسم و رواج نے انسانی زندگی کو حقیقت و صداقت سے ت دور کر دیا تھا۔ حضرت شاہ سید امیر الدینؒ نے ایسی ہی ہمت شکن اور بت فروش نما میں آنکھیں کھولیں، آپ نے جس خلوص و انہماک کے ساتھ مسلم معاشرے کی نکیل و تطہیر میں حصہ لیا، کفر و شرک زدہ ماحول کو غیر اسلامی عناصر سے پاک کیا اس ی مثال مشکل سے ملے گی۔

آپ کا اصل نام شاہ سید امیر الدینؒ تھا لیکن آپ کی مجذوبیت اور دیوانگی کی

کیفیت دیکھ کر لوگ آپ کو پاگل میاں کہا کرتے تھے۔ یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ اصل نام کے بجائے پاگل میاں کے نام سے جانے پہچانے لگے۔ آپ کے جدامجد بغداد سے بنگال آئے تھے۔ آپ ضلع نواکھالی میں پیدا ہوئے۔ فینی کے ایک گاؤں فاضل پور میں آپ کا آستانہ تھا۔ آپ اپنے والدین کے واحد چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والدِ ماجد کا نام سیّد بشیر الدین اور والدہ ماجدہ کا نام سیدہ میمونہ خاتون تھا۔ آپ حضرت قطب الاولیاء کے خاندانِ باسعادت سے تعلق رکھتے تھے۔ چار سال کی عمر میں قرآن کریم کا مطالعہ فرمایا۔ اپنے والد مکرم کے زیرِ عاطفت و شفقت ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اپنی ذاتی کوششوں سے فقہ و حدیث اور دیگر علوم کا گہرا مطالعہ کیا۔ پھر ایک مدرسہ قائم کرکے باقاعدہ درس و تدریس کے ذریعہ عوامی زندگی میں ایک نئی رُوح پھونک دی۔ آپ صرف پیری مریدی اور خانقاہ نوازی کے قائل نہ تھے بلکہ معاشرہ کی خرابیوں کو دور کرنے، روز مرہ کی زندگی میں صحت مند انقلاب برپا کرنے کے زبردست حامی تھے۔ چنانچہ روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ خدمتِ خلق، تزکیۂ نفس اور جہاد کے اصولوں کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی کوشش کی۔ آپ نے ان اصولوں پر بھی زور دیا کہ دنیاداری اور دین داری دونوں لازم و ملزوم شئے ہیں۔ اپنے کردار و عمل سے یہ ثابت کر دکھایا کہ ؎

عبادت بجز خدمتِ خلق نیست

اوائل عمر سے آپ بے حد ذہین و ذی فہم تھے۔ آپ کی یہ صفات کشادہ پیشانی اور چمکدار آنکھوں سے ظاہر تھیں۔ آپ میں کم سنی سے ہی دانش مندی اور خدا ترسی کی باتیں رونما ہوئی تھیں۔ آپ کی طبیعت شروع سے توحیدِ الٰہی کی طرف مائل تھی مزاج کی سنجیدگی و شگفتگی بڑی کشش انگیز تھی۔ آپ کی ذہانت و عاقبت اندیشی اکثر اوقات لوگوں کو حیرت میں ڈال دیتی تھی۔ بڑے بڑوں کے درمیان بیٹھ کر باتوں باتوں میں اہم سے اہم مسائل حل کر دیتے تھے۔ سنگین سے سنگین جھگڑے فساد کا تصفیہ اس طرح کرتے تھے کہ لوگ انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔ آپ کی ان خوبیوں

کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی۔ لوگ اکثر خانگی، نجی و سرکاری معاملات میں مشورے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ کی باتیں اتنی دلچسپ مفید اور باثر ہوتی تھیں کہ دوران گفتگو آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے بعض فقرے اقوال گراں مایہ کی حیثیت اختیار کر گئے۔ ذیل میں آپ کے چند قیمتی فقرے نقل کئے جاتے ہیں :-

۱۔ آئین کی پابندی سے انسان دیانت داری اور انصاف کے اصولوں پر گامزن رہتا ہے۔ آئین کی خلاف ورزی بے اصولی اور گمراہی کے مترادف ہے۔

۲۔ اللہ کی مصلحت اللہ ہی بہتر جانے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ اس کے احکام کی تعمیل کی جائے اور اپنا ہر معاملہ اس پر چھوڑ دیا جائے۔

۳۔ زندگی مسلسل حرکت ہے۔ جدوجہد، سعی و محنت کے بغیر خوش نصیبی حاصل نہیں ہوسکتی۔ محرک زندگی کائنات کے لئے باعثِ رحمت ہے۔

۴۔ فقیری آگ کھانے کے برابر ہے یہ انگارے آسانی سے ہضم نہیں ہوتے۔

۵۔ حضرت حسینؓ کی شہادت بھی مشیت ایزدی تھی۔ ایثار و قربانی کی یہ ایک مثال تھی جس نے مفہوم حیات کو واضح کیا اور اللہ کی راہ میں جان نثاری کا درس دیا۔

۶۔ گھٹنے تک دودھ بھات، حلق تک کانٹا۔

درویش ایک آزمائش ہے جو اس آزمائش سے گزر جاتا ہے۔ اس کے نصیب میں دودھ اور چاول ملتے ہیں اور جو اس آزمائش میں ناکام رہتا ہے اس کے حلق میں گویا کانٹے پھنس جاتے ہیں اور یہ کانٹے آسانی سے نہیں نکلتے۔

۷۔ نیک سلوک اور خوش خلقی سے تھانے دار جیسے لوگ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

حضرت شاہ امیر الدینؒ ویسے تو پاگل میاں مشہور تھے لیکن باتیں ہمیشہ سیانے پن اور دانشمندی کی کرتے تھے۔ اگر مندرجہ بالا الفاظ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ یہ جواہر پارے زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کا کام دے

سکتے ہیں۔ آپ درویش کامل، معاملہ فہم، دور اندیش اور جہاندیدہ تھے۔ دنیا کے نشیب و فراز سے خوب واقف تھے۔ بلاامتیاز مذہب و ملت، ہندو، سکھ، مسلمان سب ہی آپ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ مریضوں اور حاجتمندوں کی حمایت و حاجت روائی آپ کا عین فریضہ تھا۔ اللہ نے آپ کو دستِ شفا بھی عطا کیا تھا، دعاؤں کے ساتھ ساتھ دوائیں بھی نہایت مفید ثابت ہوتی تھیں۔

جس علاقے میں حضرتِ پاگل میاںؒ کی سکونت تھی وہاں یوسف نامی ایک شخص رہتا تھا۔ اس نے یکایک گھر بار چھوڑ کر عبادت و ریاضت کی، جنگل کی راہ لی اور سنسان و ویران مقام پر بیٹھ کر شب و روز اللہ اللہ کرتا رہتا۔ جب حضرت پاگل میاںؒ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ خود ان کے پاس گئے اور فرمایا کہ فقیری درویشی جنگلوں، ویرانوں میں نہیں ملتی۔ یہ وہ دین ہے جو آبادیوں میں ملتی ہے، تارک الدنیا ہونا اور راہب بن کر زندگی گزارنا اصولِ اسلام کے خلاف ہے۔ سچی عبادت وہ ہے جو دنیا اور دنیا والوں کے ساتھ رہ کر خدمتِ خلق کے ساتھ ساتھ دینِ حق کی پیروی کی جائے، جو شخص اپنے گھر کا نظام قائم رکھتا ہے۔ اپنی اولاد و وابستگان کے حقوق کا پاس رکھتا ہے۔ اہل و عیال، اعزا و اقربا، کی ذمہ داریوں سے بحسن و خوبی عہدہ برا ہوتا ہے وہ تارک الدنیا درویشوں سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ حضرت پاگل میاںؒ کی رشد و ہدایت کا یوسف کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ خانگی نظام اور امورِ خانہ داری میں از سرِ نو دلچسپی لی۔ اپنے بچوں اور عزیزوں کی تعلیم و تربیت اس انہماک سے کی کہ اس کی اولاد میں سے بعض نفوس بہترین تعلیم سے آراستہ ہو کر قوم و ملت کے لئے باعثِ فخر ثابت ہوئے۔

حضرت شاہ امیر الدین عرف پاگل میاںؒ صاحب کی کشف و کرامات بنگال کے متعدد علاقوں میں قصّے کہانیوں کی طرح بیان کی جاتی ہیں اور سینوں میں ایمان کا سمندر امنڈ آتا ہے۔ آپ کی روحانی قوت کا ایک زمانہ قائل اور ایک دنیا معترف ہے۔ آپ دوسرے صوفیوں سے قدرے مختلف تھے۔ عام آدمیوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ سب سے میل جول رکھتے اور ہر کس و ناکس کے دُکھ سُکھ میں دل سے شریک رہتے، بلکہ دوسروں کو

بھی اس انداز سے سوچنے اور رہنے سہنے کی تلقین فرماتے تھے ۔آپ کی سکونت گا
علم وعرفان اور آماجگاہِ فکر و دانش تھی۔ آپ کی مجلس میں کسبِ فیض کے لئے لو
دور سے آتے اور خدمتِ خلق و عبادتِ حق کا ایک نیا جذبہ، نیا ولولہ لے کر واپ

آپ کے زمانے میں نوبن چندر سین فینی کا مجسٹریٹ تھا، وہ چاٹگام کا
تھا۔ مجسٹریٹ سے زیادہ شاعر کی حیثیت سے مشہور تھا۔ نوبن چندر سین گرچہ ہن
لیکن حضرت پاگل میاں کا بڑا احترام کرتا تھا اور ذاتی و سرکاری معاملات میں آپ سے
مشورے کیا کرتا تھا۔ اس کی ارادت مندی کی انتہا یہ تھی کہ اس نے اپنے بنگلہ کے سا
مکان بنوایا اور حضرت پاگل میاں سے اصرار کیا کہ وہ اس میں قیام فرمائیں۔ آپ۔

"دیکھو نوبن تم نے جس طرح میری آؤ بھگت کی ہے اس کے لئے
میں تمہارا شکرگزار ہوں، اللہ تمہیں خوش رکھے لیکن میں نے تمہیں اس جگ
دفن کر دیا ہے۔"

یہ کہہ کر آپ نے اپنے عصا سے مختلف جگہ سوراخ کر دیئے اور فرمایا:۔

"جہاں جہاں میں نے سوراخ کئے ہیں سمجھ لو، وہاں وہاں تمہارے
جسم کا ایک ایک ٹکڑا دفن ہے۔"

اس کے بعد آپ اس مکان سے کہیں اور چلے گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آ
اس مکان میں جتنے سوراخ کئے تھے اتنے ہی سال نوبن چندر سین فینی میں نہا
اور کامیاب حاکم رہا۔

حضرت پاگل میاںؒ نے کبھی اصول کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آپ کے نزدیک
باعمل اور کامیاب زندگی کے لئے اصول کی پابندی بہت ضروری تھی۔ اس کا اندازہ
واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک بار نوبن چندر نے اپنی مجسٹریٹی کے دور میں اپنی عدا
دیوان گنج سے منتقل کر دیا۔ اس بات سے وکیلوں اور مختاروں میں کھلبلی مچ گئی
لوگ اس کی جان کے دشمن ہو گئے۔ جب حالات قابو سے باہر ہو گئے تو نوبن آ
خدمت میں حاضر ہوا اور دست بستہ التجا کی۔

"بابا! میں نے ایک مشکل کام میں ہاتھ ڈالا ہے۔ دُعا فرمائیے کہ میری مشکل آسان ہوجائے۔"

آپ نے ہمدردی کا اظہار فرمایا اور شفقت آمیز لہجہ میں کہا:۔

"بابا[1] نوبن! دائرۂ قانون میں رہنے کی کوشش کرو۔ تم خود قانون کے محافظ، قانون ساز اور قانون گر ہو۔ اگر تم نے خود قانون کا پاس نہ کیا تو اس کی امید دوسروں سے کس طرح رکھ سکتے ہو۔"

پھر آپ نے اسے تین طمانچے لگائے اور گرج کر کہا:۔

"دائرۂ آئین میں رہو۔"

اور اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے:۔

"عدالت کو اپنی جگہ واپس لے آؤ۔"

لیکن اس بدبخت نے آپ کی ہدایت پر عمل نہ کیا۔

دوسرے دن صبح لوگوں نے نئی عدالت کی عمارت کے درودیوار ڈھا دیئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جمِ غفیر ہے کہ سیلاب کی طرح بڑھتا چلا آرہا ہے۔ کسی کے سر پر چھت، کسی کے ہاتھوں میں دروازہ اور کسی کے کندھوں پر کھڑکیاں رکھی ہیں۔ ایک عجیب منظر تھا۔ یوں دکھائی دیتا تھا جیسے عدالت کی عمارت قدموں سے چل کر آرہی ہو۔ حضرت پاگل میاںؒ کی ہدایت پر عمل نہ کرنے کے باعث نوبن کو یہ دن دیکھنے پڑے۔ اپنے کئے پر بے حد پشیمان ہوا۔ حضرت پاگل میاںؒ نے جس خطرے کی طرف اسے اشارہ کیا تھا وہ حرف بحرف سچ ثابت ہوا۔ یہ آپ کی کرامت تھی کہ وہ جس بات کی قبل از وقت پیشین گوئی فرماتے وہ مابعد ہوکر رہتی۔ اس سے آپ کی درویشانہ عظمت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت شاہ امیرالدین عرف پاگل میاںؒ ایک بااصول اور بلند کردار صوفی تھے۔ آپ نے توحیدِ الٰہی اور تعلیماتِ اسلامی کے اصولوں کو زیادہ سے زیادہ عام کیا۔ آپ نے بتایا کہ اسلام

---

[1] بنگال میں اپنے چھوٹوں کو بھی پیار سے "بابا" کہا جاتا ہے۔

ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس حیات کو توانائی و تازگی بخشنے کے لئے تا حیات کام ل
آپ کی صالح زندگی، مفید ہدایات اور صحیح تعلیمات کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ آپ کے بع
آپ کے بے شمار شاگردوں اور مریدوں نے آپ کی تحریک کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا
صوفیائے کرام کی ایک جماعت نے کفرستان کے ظلمت کدوں میں شمع توحید روشن
بت پرستوں کے دلوں میں نورِ الٰہی اور سینوں میں ایمان کی روح پھونک دی۔ جہالت
تاریکی دور ہوئی۔ علم و عرفان کی ضیا پاشی سے ساری فضا منور و روشن ہوگئی۔ مش
پاکستان کے بعض علاقوں میں آج بھی حضرت پاگل میاںؒ کی نسل کے افراد زندہ ہیں۔

حضرت پاگل میاںؒ نے ۱۳ شعبان، بنگلا سال ۱۲۹۳ء میں وصال فرمایا۔ آپ کی شہ
نہ صرف بنگال بلکہ پاک و ہند کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ گوشے گو
سے حاجی، نمازی، درویش، غرض کہ ہزاروں زائرین آپ کی درگاہِ مقدس کی زیار
کو آتے اور عقیدت کے پھول چڑھاتے ہیں۔

لمحات (عربی)

شاہ ولی اللہؒ کی حکمتِ الٰہی کی یہ بنیادی کتاب ہے۔ اس میں وجودِ کائنا
کے ظہور، تدلی اور تجلیات پر بحث ہے۔ یہ کتاب عرصہ سے نایاب تھی۔

مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی نے ایک قلمی نسخے کی تصحیح اور تشریحی حواشی
مقدمہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔

قیمت:- ۲ دو روپے